درس 4- تیسرا قاعدہ

بے شک نبی (ﷺ) ظاہر ہوئے، مبعوث ہوئے تو متفرق اور مختلف لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے۔ متفرق تھے اپنی عبادات میں۔ ان میں سے ایسے لوگ تھے جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور بعض ایسے تھے جو انبیاء اور صالحین کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان میں سے کچھ تو ایسے لوگ تھے جو درختوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ان میں سے کچھ ایسے تھے جو سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے۔ نبی (ﷺ) نے ان کے ساتھ جنگ کی اور قتال کیا۔ مشرکین عرب کا ماحول عجیب سا تھا۔ وہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ کچھ لوگ عیسائیوں سے متاثر تھے اس لیے عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ کچھ ایسے لوگ تھے جو عیسائی تھے۔ ان میں ورقہ بن نوفل شامل تھے۔ پہلے عیسائی تھے لیکن بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کو صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ نجاشی بھی عیسائی تھا اور عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) بھی عیسائی تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (التوبہ:31)

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔"

تو ان کو تعجب ہوا۔ وہ نبی (ﷺ) کی طرف گئے۔ کہا، اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم نے کبھی اپنے علماء کی عبادت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو اپنا رب بنا دیا۔ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کیا تم ان کی حلال کردہ اشیاء کو حلال نہیں سمجھتے تھے جبکہ وہ حرام تھی۔ اور ان کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہیں سمجھتے تھے جبکہ وہ حلال تھیں۔ عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) نے کہا جی ہاں ہم یہ کرتے تھے نبی (ﷺ) نے فرمایا یہی ان کو رب بنالینا تھا۔ اسے کہتے ہیں شرک الطاعۃ۔

عیسائی اللہ تعالی کو خالق، مالک، رازق اور تدبیر کرنے والا مانتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی (علیہ سلام) اللہ تعالی کے بیٹے ہیں اور دوسرا عقیدہ ہے کہ عیسی (علیہ سلام) رب ہیں۔ کیسے رب ہے؟ عیسی (علیہ سلام) کو پکارتے ہیں اور

ان کی عبادت کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو عیسی (علیہ سلام) کو پکارتے ہیں۔

اہل عرب بہت حکمت والے لوگ ہیں، بڑے اثر ورسوخ والے لوگ تھے لیکن کیا وجہ تھی کہ یہ لوگ بتوں کہ آگے سر جھکاتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں سورۃ النجم کی تفسیر میں صحیح بخاری میں، "کیا تم نے ان پر غور کیا۔ یہ لات، عزیٰ اور منات"۔ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں لات ایک نیک اور صالح بزرگ تھا۔ وہ حاجیوں کے لیے ستوں بانٹا کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی قبر کی طرف مجاوری کی اور اسکا بت بنا دیا۔ یہ حکمت والے لوگ اس پتھر کو نہیں بلکہ اُس نیک و صالح بزرگ کو یاد کرتے ہوئے اس پتھر کی عبادت کرتے تھے۔ اس پتھر کی عبادت کی گئی جب علم جاتا رہا۔ اور صحیح بخاری میں سورۃ نوح کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، نوح علیہ السلام کے زمانے کے جو پانچ بت تھے، یعود، نصر، یغوث، عاد اور یعوق، یہ سب نیک اور صالح بزرگ تھے۔ شیطان نے وسوسہ ڈالا، قبر کی مجاوری ہوئی پھر پتھر نصب کیے، پھر پتھروں کو اٹھا کر عبادت گاہوں میں منتقل کیا۔ اس کے بعد جب علم جاتا رہا تو بعد کی آنے والی نسلوں نے

ان پتھروں کی عبادت کی۔ تو بزرگوں کی عبادت بھی کی گئی ہے عجیب ماحول جو جزیرہ عرب میں تھا عبادت کے لحاظ سے کہ گمراہی ہی گمراہی تھی۔ اس زمین پر جو بدترین جگہ تھی وہ جزیرہ عرب تھی۔ کیوں کہ عیسائیوں کے پاس تھوڑا سا علم تھا۔ اہل کتاب تھے۔ اگرچہ انہوں نے تحریف کی ہے لیکن کہیں نہ کہیں کچھ ٹھیک باتیں تھیں۔ لیکن وہ بھی کافر ہی تھے۔ لیکن سلجھے ہوئے اور سمجھدار لوگ تھے۔ جزیرہ عرب میں بالکل الگ بات تھی۔ شرک و بدعات و خرافات کے اندھیرے تھے۔ نبی (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے اس اندھیروں میں ڈوبے ہوئے جزیرہ عرب کی طرف بھیجا، اور توحید کی روشنی اور توحید کا نور دے کر بھیجا۔ نبی (ﷺ) نے سب کے خلاف برابر کی جنگ کی۔ اور اس چیز کی دلیل " قواعد الاربعہ " کے قاعدے میں یہ بیان ہوئی:

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ﴾ (الانفال:39)

اور ان کے خلاف جنگ کرو تاکہ فتنہ باقی نہ رہے اور سارے کا سارا دین صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔

مفسرین نے یہاں فتنہ کے لفظ کو شرک سے تعبیر کیا ہے۔ اس وقت تک جنگ کرو جب تک شرک کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ اللہ کے نزدیک صرف ایک ہی دین ہے، توحید کا دین، دین اسلام۔ فتنہ شرک ہے اور شرک سب کرتے تھے۔ یہود، نصاریٰ، بت پرست سب کے سب شرک کرتے تھے۔ اس چیز کی دلیل کہ انبیاء، صالحین، اور درختوں، پتھروں، سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کی گئی۔ ان کو معبود بنایا گیا۔ دلیل الشّمس و القمر۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اور اللہ کی آیتوں میں سے دو آیتیں ہیں (آیت معجزہ کو بھی کہتے ہیں) دن اور رات اور سورج اور چاند۔ کبھی سجدہ نہ کرنا سورج کو اور کبھی سجدہ نہ کرنا چاند کو۔ اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو جس ذات نے ان سب کو پیدا کیا۔ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو۔

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (فصلت:37)

اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے سب کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے تو۔

سجدہ عبادت ہے اس آیت میں واضح ہے۔ جھک کر اپنا سر زمین پر رکھنا، اس کو سجدہ کہتے ہیں۔ اگر کسی کی عظمت کے لیے سجدہ کیا تو یہ شرک ہے اور اس پر اتفاق ہے۔ جب چاند اور سورج عبادت کے لائق نہیں، انبیاء اور اولیاء عبادت کے لائق نہیں تو پھر یہ قبر عبادت کے لائق کیسے ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نفی کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ تو پھر اثبات کیا ہے فعل امر سے، اور سجدہ کرو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ باقی مخلوقات میں سے کوئی بھی سجدہ اور عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آیتیں مراد اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ آیات شریفہ، تورات، زبور اور انجیل وغیرہ ہیں۔ آیات کونیہ، جتنی بھی مخلوقات ہمیں نظر آرہی ہیں یہ سب کونیہ ہیں۔ اور تیسری قسم کی آیات (نشانیاں) ہیں معجزے۔ انہیں آیات علامت بھی کہتے ہیں۔

چاند اور سورج جن کی عظمت کو دیکھ کر ان کی عبادت کرتے ہو، تو انکی عظمت کو دیکھ کر ان کی عبادت کرنے کے بجائے اس رب کی عظمت کو یاد کرو جس نے ان کو پیدا کیا۔ ان تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ سجدہ ان کو نہ کرو۔ ان کے رب کو کرو۔

اور اسکی دلیل کہ فرشتوں کی عبادت کی گئی۔﴿ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (آل عمران: 80)

اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔

اللہ تعالی نے انبیاء کو بھیجا اور ان کے ساتھ اپنی کتابیں نازل فرمائیں، اور سب کو ایک ہی حکم دیا: (آیت: اللہ تعالی کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو)۔ جب اللہ تعالی نے ہر نبی کو یہی حکم دیا تو پھر یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی یہ حکم دیتا کہ فرشتوں اور انبیاء کی عبادت کرو۔ کیا تمھیں کفر کا حکم دیا جائے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ قرآن پڑھتے ہیں مگر صرف برکت حاصل کرنے کے لیے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ ہر کوئی نماز میں اس آیت کی تلاوت کرتا ہے صرف فرض نمازوں میں سترہ مرتبہ یہ آیت پڑھتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سے کہ اے اللہ میں جب بھی عبادت کروں گا صرف اور صرف تیری ہی عبادت کروں گا۔اور جب بھی مدد مانگوں گا صرف تجھ سے مانگوں گا۔ صحیح مسلم کی روایت میں حدیث قدسی میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ یہ وعدہ ہے میرے اور میرے بندے کے درمیان میں۔بندہ اپنا وعدہ پورا کرے میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، یہ وعدہ پورا کرو ہدایت تمھارے لیے ہے۔اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ ہدایت کے سارے دروازے کھول دے گا۔ اگر فرشتے بھی رب ہیں ، نبی بھی رب ہے ، تو پھر ایاک نعبدواکس کے لیے پڑھتے ہو؟ جب سب رب ہیں تو پھر یہ وعدہ کس رب سے کر رہے ہو؟

مشرکین مکہ مصیبت میں صرف اللہ تعالی کو پکارتے تھے۔اور عام اوقات میں وہ اللہ تعالی کو بھی پکارتے تھے ،اور غیر اللہ کو بھی پکارتے تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل (رضی اللہ عنہ) کا قصہ مشہور ہے۔ فتح مکہ کے بعد جب مکہ سے نکلے اور کشتی میں سوار ہوئے شدید طوفان

آیا۔ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا اے لات ، اے عزی ، اے ہبل ہمیں نجات عطا فرما۔ایک بزرگ بھی کشتی میں سوار تھا اس نے کہا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تمھیں پتا نہیں کہ مصیبت میں صرف ایک ہی ذات کام آتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالی کی ذات یہاں لات اور عزی کام نہیں آ سکتے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے سوچا کہ میں آج تک جو جنگ کرتا رہا ہوں، اس لیے کہ رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جو ہر وقت کام آتا ہے اس وقت دل میں عہد کیا کہ اے اللہ تعالی اگر آج میں بچ گیا تو واپس جا کر رسول اللہ (ﷺ) کے سامنے کلمہ پڑھ لوں گا۔اور ایسا ہی ہوا۔ وہ مسلمان ہوئے اور جرنیل صحابہ میں سے ہوئے۔

جس نے بھی غیر اللہ کی عبادت کی اس نے اسے رب بنا دیا چاہے وہ فرشتہ ہو، نبی ہو، یا کوئی ولی ہو۔ غالی صوفیوں کا قول ہے کہ ولی کی ولایت نبوت سے بلند درجے پر ہے۔

اور اسکی دلیل کہ انبیاء کی عبادت کی گئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ڲ اِنْ كُنْتُ

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

الْغُیُوْبِ ﴿ (المائدہ:116)

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کو کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا، تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والا تو ہی ہے۔

غیب المطلق سے مراد سارے کا سارا علم ہے۔ زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالی آئندہ ہونے والے تمام امور کو جانتا ہے۔ اسے علم ازلی کہتے ہیں۔ اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات کے لیے ہے۔

اس عظیم آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی ہے۔ اور یہ عیسائیوں کو آگاہ کرنے کے لیے۔ نصاریٰ سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام عبادت کے لائق ہیں۔ اے نصاریٰ، تمھیں کس نے حکم دیا کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرو؟ کیا میرے نبی نے تمھیں حکم دیا؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمارہے ہیں کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے انھیں کہا تھا کہ تمھیں اور تمھاری ماں کو رب بنا لیں؟ ان کی عبادت کریں؟۔۔ عیسیٰ علیہ السلام بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے اس سے کہ تیری ذات کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے۔ تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ جس بات کو کہنے کی مجھے اجازت ہی نہیں، مجھے حق ہی نہیں میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ اور اگر میں نے کہا تو اللہ تعالیٰ آپ تو بہتر جانتے ہیں۔ یہاں پر علم کی تفصیل بیان کی ہے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے اندر کیا ہے۔ ایک علم کا اثبات اور ایک علم کی نفی۔ اثبات ہے اللہ تعالیٰ کے علم کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وسیع علم ہے۔ ایک علم کی نفی۔ اللہ کے پیارے اور مقرب نبی یہ علم نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کیا جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا جانتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی کوئی جان سکتا ہے۔ اس

کی تاکید آیت کے آخر میں کہ اللہ ہی غیب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر غیب جانتا ہے۔ اللہ کے علاوہ اور کوئی یہ غیب جان ہی نہیں سکتا۔ انبیاء بھی صرف اور صرف وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم عطا کیا وحی کے ذریعے سے۔ غیب مطلق کا جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نبی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہیں جس کی ان کو اجازت نہیں یا ان کے پاس اختیار نہیں ہے تو نبی کے بعد کون ایسا ہے جو یہ کہے کہ وہ لوح محفوظ کی خبر رکھتا ہے۔

"باغ فردوس" احمد رضا خان بریلوی کی تالیف ہے۔ اس میں وہ ایک قصہ بیان کرتا ہے۔ صوفیوں کا ایک گروہ ہے اور سہروردی اس گروہ کے بانی ہیں۔ صوفی طریقتاً چار ہیں۔ قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی۔ سہروردی کون ہیں؟ شہاب الدین سہروردی کے متبعین ہیں۔ ان کے طریقے پر چلتے ہیں۔ باغ فردوس میں فرماتے ہیں کہ شہاب الدین سہروردی کی والدہ جب حمل میں تھیں تو وہ غوث پاک (نعوذ باللہ) کے گھر گئیں۔ (غوث کون ہیں؟؟؟ عبد القادر جیلانی) تو گھر میں موجود نہ تھے۔ ان کے والد گھر میں موجود تھے۔ پوچھا کہ کیا چاہتی ہو۔ والدہ نے کہا کہ میں غوث سے بات

کرنا چاہتی ہوں۔ وہ تو موجود نہیں تھے لہٰذا ان کے والد سے ہی پوچھ لیا کہ میں حمل سے ہوں اور چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ تو غوث کے والد نے لوح محفوظ میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں دیکھا کہ اس کی بیٹی لکھی ہوئی ہے بیٹا نہیں ہے۔ کہا کہ آپ کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوگی کیونکہ لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ وہ عورت روتی ہوئی اُٹھی اور غمزدہ ہو کر جانے لگی تو اسکو دروازے پر عبدالقادر جیلانی ملے۔ رونے کی وجہ پوچھی۔ عورت نے پورا قصہ بیان کیا۔ غوث پاک نے یہ فرمایا کہ جا تیرا بیٹا ہوگا۔ اس عورت کی غمی خوشی میں بدل گئی اور رونا مسکرانے میں تبدیل ہوگیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو دیکھا کہ بیٹی ہے۔ اسی وقت بچی کو اٹھایا اور غوث کے گھر گئی اور کہا کہ اے غوث مانگوں بیٹا اور پیدا بیٹی ہوئی۔ غوث پاک نے کپڑا ہٹا کر دیکھا، صرف یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ لڑکا ہے کہ لڑکی، صرف نظر پڑی اس بچے پر، اور کہا عورت سے کہ دیکھو۔ دوبارہ دیکھا تو وہ لڑکا تھا۔ جب یہ (شہاب الدین سہروردی) جوان ہوئے، بڑے ہوئے، ان کی شکل و صورت عورتوں کی طرح تھی۔

اور صالحین کی دلیل کہ بزرگوں کی عبادت کی گئی ارشاد باری تعالیٰ ہے، "جنھوں نے ان کی عبادت کی، وہ جن کی عبادت کی گئی خود اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے

جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

﴿ أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾ (الاسراء: 57)

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ تھے جو جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ جن مسلمان ہوگئے۔ اور جو انس تھے وہ پھر بھی ان کی عبادت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل کیا۔ جن تو مؤمن ہیں۔ صالحین ہو گئے ۔جو ان کی عبادت کررہے تھے وہ اپنی عبادت سے نہیں رکے۔ بلکہ ان کی عبادت میں لگے رہے۔اس میں ایک فائدہ ہے کہ ہم عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ

کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ کے ثواب کی امید کرتے ہوئے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ انبیاءؑ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ آج کے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عبادت کرتے ہیں نہ جنت کی امید کے لیے نہ دوزخ سے ڈر رکھتے ہوئے۔ ہم عبادت کرتے ہیں اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ محبت کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ عشق کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

عبادت کی تین بنیادیں ہیں۔ محبت، امید اور ڈر۔ یہ ستون ہیں عبادت کے۔ اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو عبادت، عبادت نہیں ہوتی۔ کچھ لوگوں نے صرف محبت سے عبادت کی اور وہ گمراہ ہوئے، (صوفی)۔ کچھ لوگوں نے صرف ڈر سے عبادت کی اور وہ بھی گمراہ ہوئے، (خوارج)۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے امید سے عبادت کی اور آخر یہ بھی گمراہ ہوئے، (مرجیہ)۔ ان کو صرف امید ہے کہ مومِن ہیں کافی ہے۔ کچھ بھی کرلو، ہیں تو مومن۔ چوتھا گروہ ہے اہل سنت والجماعت کا، جو عبادت کرتا ہے محبت، امید اور ڈر کے ساتھ۔

اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں جنت میں جاؤں گا، اور حوریں آئیں گی تو ان سے یہ کہوں گا کہ قرآن سنانا ہے تو سناؤ

، ورنہ جاؤ۔ یعنی جنت کی لذت کی خواہش نہیں ہے۔ جنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے لیے، اپنے فرمانبردار بندے کے لیے تحفہ ہے۔ انعام ہے۔

اور اسکی دلیل کہ درختوں اور پتھروں کی عبادت کی گئی، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝﴾ (النجم:19،20)

" کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور منات تیسرے پچھلے کو"

مفسرین کہتے ہیں کہ یہ تینوں بزرگ نیک اور صالح تھے۔ لات بزرگ تھا جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا۔ عزیٰ درخت تھا جس کی عبادت کی گئی۔ ایک حدیث بیان کرتے ہیں ترمذی میں۔ "ہم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جنگ حنین کی طرف نکلے۔ اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ مشرکین عرب ایک درخت کی مجاوری کرتے تھےاور مجاوری کے ساتھ ساتھ اپنے ہتھیار بھی برکت کے لیے اس درخت کے ساتھ لٹکایا کرتے تھے۔ اس درخت کا نام "ذات النواع" تھا۔ ہم بھی گزرتے گزرتے ایک بیری کے درخت کے پاس پہنچے۔ ہم نے یہ کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ، ہمارے لیے بھی ایک ذات النواع بنادیں جیسے مشرکوں کے لیے ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، اللہ اکبر، یہ گمراہ راستہ ہے۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے ایسے الفاظ کہے جیسے بنی اسرائیل نے موسی (علیہ السلام) سے کہے اور تم ضرور پچھلے لوگوں کے راستے پر چلوگے (یہود و نصاریٰ)۔ اس عظیم حدیث میں نبی کریم (ﷺ) نے سختی سے صحابہ اکرام کو منع فرمایا۔ ان سے شرک نہیں ہوا۔ انہوں نے برکت کے لیے اسلحہ نہیں لٹکایا۔ اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اگر کوئی مشرکانہ بات کہے تو اسکے سامنے حجت قائم کرنا ضروری ہے۔

اس قاعدے کے فوائد:

1. شرک کا معنی ہے غیر اللہ کی عبادت کرنا۔
2. ان لوگوں کے لیے واضح جواب جو کہتے ہیں کہ شرک کا مطلب ہے بتوں کی عبادت۔
3. شرک وہ لعنت ہے جو تفرقہ میں ڈال دیتی ہے۔ جب شرک ہوا تو کچھ لوگوں نے بتوں کو اپنا معبود بنا لیا۔ کچھ نے درختوں، کچھ نے انبیاء، اور بعض نے بزرگوں کو لے لیا۔ اور توحید وہ نور ہے جس پر اجماع ہوتا ہے اور تفرقہ ختم ہو جاتا ہے۔

4. شرک سب سے بڑا گناہ اور فتنہ ہے۔

5. ان لوگوں کے لیے واضح جواب جو کہتے ہیں کہ ہم اولیاء کی عبادت نہیں کرتے بلکہ انہیں وسیلہ بناتے ہیں، جو جنوں کی عبادت کرتے تھے وہ بھی انکو وسیلہ بناتے تھے۔

6. جہالت بڑا خطرہ ہے جسے علم سے دور کرنا چاہیے۔ علم ایسا ہتھیار ہے جس کو اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں۔ جب علم سے وار کیا جاتا ہے تو مخالف کو ایسی چوٹ لگتی ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا۔

7. کسی دلیل کے بغیر کسی چیز کو مبارک سمجھنا شرک ہے۔

8. تعجب کے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

9. چیزوں کے نام بدلنے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی۔ الفاظ کو تبدیل کرنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔

10. اندھی تقلید بڑا شر ہے۔ جو حق سے دور کر دیتی ہے۔

11. سجدہ کرنا عبادت ہے غیر اللہ کے لیے صرف کرنا شرک ہے۔

12. بعض لوگوں نے انبیاء و صالحین اور فرشتوں کو اپنا رب بنایا۔

13. اللہ تعالیٰ نے شرک کے معاملے میں ہمیشہ سختی کی ہے۔ " اے محمد (ﷺ)، اگر تو بھی شرک کرے تو میں تیرے سارے عمل اکارت کر دوں گا"۔

14. شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کس کو شریک کیا جارہا ہےاور کون شرک کر رہا ہے۔ نصاریٰ کے شرک کی وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے نبی (ﷺ) کو جھٹلایا۔ ان کے کفر و شرک کی وجہ نبی کو رب بنانا۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کو جھٹلانا ہے۔

15. انبیاءؑ علم غیب مطلق نہیں جانتے۔

16. شرعی وسیلہ کا ثبوت۔

17. امید اور ڈر سے اللہ کی عبادت کرنا بنیادیں ہیں عبادت کی۔

18. لات، منات اور عزیٰ کی حقیقت جاننا بہت ضروری ہے۔

19. بغیر قسم طلب کرنے کے قسم کھانا جائز ہے۔

20. اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت۔

21. نبی (ﷺ) کن فیکون کے مالک نہیں۔

22. فرشتوں اور انبیاء کو رب بنانے کی حقیقت کو جاننا کہ ان کو رب کیوں بنایا گیا۔

23. جس نے بھی اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو اللہ کا حق دیا اس نے اس کو اللہ کا شریک بنادیا۔

24. کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے۔

25. اللہ تعالیٰ کی صفت نفس کا ثبوت۔